

مولانا قاضی عبدالکریم صاحب مدظلہ

دہشت گردی عوامل اور اس کا حل معزز ممبران پارلیمنٹ کیلئے ایک اہم لمحہ فکریہ

دہشت گردی کیا ہے ؟ :- فوجداری حوادث میں قانون کو ہاتھ میں لینا اسلامی نقطہ نگاہ سے دہشت گردی ہے کیونکہ (۱) اسلام اس بات کو پسند کرتا ہے کہ مسلمان اپنے تنازعات کو حتی الوسع حکم اور پنچائیت کے ذریعے طے کیا کریں۔ سیدنا فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عام اعلان فرمادیا تھا کہ لوگو! تم اپنے تنازعات آپس میں طے کر لیا کرو، کیونکہ عدالت میں جانے سے دلوں میں کدورت پیدا ہو جاتی ہے۔ (معارف القرآن، ج ۲، ص ۴۰۵) اور اس لئے حکم اور ثالث کا فیصلہ جب کہ قرآن و سنت اور اجماع امت کے خلاف نہ ہو قاضی یعنی حکومت کے مجسٹریٹ اور جج کا حکم رکھتا ہے اور از روئے شریعت فریقین پر اس کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔ اس کی بلوجود حدود و قصاص میں حکم اور ثالث کو فیصلہ کرنے کا اختیار شریعت نے نہیں دیا۔ ایسے اہم معاملات میں حکومت کی طرف رجوع کرنا ضروری قرار دیا ہے جیسا کہ شامی ہدایہ وغیرہ کتب فقہ (۲) مرتد کو قتل کرنا ہی شریعت نے حکومت کا فریضہ قرار دیا ہے، اگر عام شخص اسے قتل کر دے تو حکومت کو اسے شرعی سزا دینا چاہیئے (شامی، ج ۲، ص ۳۱۳)۔ (۳) قومی، لسانی، سیاسی اور جماعتی فرقہ واریت کی بناء پر حق و ناحق کی تحقیق کے بغیر کسی کی طرف داری کرنے کو اسلام نے عصبیت جاہلیہ سے تعبیر کیا گیا ہے اور جیسا کہ احادیث شریفہ میں مصرح ہے اور اس میں مرنا شرعاً حرام ہے۔ (۴) یہاں تک کہ مذہبی اختلافات کے باوجود اگر کسی اسلامی ملک کے غیر مسلم اور کافر شہری ذمی کو کسی مسلمان نے بلا حکم شرعی قتل کر دیا تو مسلمان کو اسکے بدلے قتل کرنا حکومت کا شرعی فریضہ ہے۔ اہل سنت والجماعت کے تمام مکاتب فکر کے آزاد دینی مدارس میں یہی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں، اس کی تدریس اور تبلیغ کی جاتی ہے جن میں مذکورہ بالا اقدامات دہشت گردی کی تعریف میں آتی ہیں۔ اسکے باوجود اگر کرسی نشین صاحب اقتدار یا لسانی قومی صوبائی اور سیاسی فرقہ واریت کے مریض اپنا کچڑا تھا کہ مذہب کے منہ پر ڈالتے ہوئے ان دینی مدارس پر کوئی تمتم اور افتراء کرتے ہیں تو

یہ ان کی نہیں بلکہ ڈنڈے یا حسد کی زبان ہے۔ جس کا علاج فرشتہ موت کے سوا کسی کے پاس نہیں ہے۔ **فالی اللہ المہتکی۔**

دہشت گرد کون ہے؟ -- (الف) دہشت گرد ہماری وہ حکومتیں ہیں جو باوجود قدرت اور طاقت کے فوج کی پشت پناہی اور پولیس کی ہمنوائی کے باوصف دہشت گردوں کو شریعت کے مقرر کردہ سزاؤں سے پچاس سال سے گریز کر رہی ہیں۔ قرآن مجید سورۃ مائدہ آیت نمبر ۴۵ میں ہے ”اور جو کوئی حکم نہ کرے اس کے موافق جو کہ اللہ نے اتارا سو وہی لوگ ہیں ظالم“ اور آیت نمبر ۴۴ میں ”انہیں لوگوں کو فاسق، اللہ کے نافرمان فرمایا گیا ہے۔“ دہشت گرد ظالم اور فاسق یعنی اللہ کے قانون کی کھلی مخالفت کرنے والے فاجروں کا ہی دوسرا نام ہے۔

(ب) دہشت گرد مغربی جمہوریت کے اس طریق انتخاب کو برقرار رکھنے کی کوشش کرنے والے سیاسی لیڈر اور حکمران ہیں، جس میں ہر دہشت گرد کو انتخاب میں حصہ لینے اور ہر دہشت گرد کو رائے دینے یعنی ووٹ کا اہل قرار دینے کا حق دیا گیا ہے جو پچیس سالہ اور اکیس سالہ پاکستانی ہو ایسی حکومت دو تہائی کیا سو فیصد اکثریت کی مالک ہو تو بھی ناممکن ہے کہ وہ دہشت گردوں پر ہاتھ ڈالے۔ انہوں نے کل انہیں دہشت گردوں سے ووٹ کی بھیک مانگی ہے اور پاکستانی تاریخ کا مسلسل تجربہ ان کو بتلا رہا ہے کہ پرسوں تھیں پھر انہی دہشت گردوں کے در پر جبین نیاز، جھکانی ہے اور ووٹ مانگنا ہے۔ جس دن بھی صحیح ثبوت کے بعد کسی امتیاز کے بغیر یہاں دہشت گردوں کو شرعی سزا دینے کا قانون نافذ ہوگا اور جس دن ہر دہشت گردوں کو یہاں ووٹ دینے کی اہلیت سے محروم کر دیا جائے گا اسی دن ملک دہشت گردوں سے پاک ہو جائے گا۔ طالبان افغانستان کی مثالی حکومت آج بھی اس کی زندہ مثال اور شریعت اسلامیہ کی روشن صداقت کی واضح دلیل ہے۔ اب بھی کوئی نہ سمجھے تو اسے اپنی ایمانی بصیرت کا علاج کرنا پڑے گا۔

فی الجملہ -- ملک میں امن و امان قائم کرنا حکومت کا اسلامی اور اخلاقی فریضہ ہے چونکہ ہماری حکومتیں اس میں بالکل ناکام رہی ہیں اس لئے اب اپنا قصور مذہبی فرقہ واریت کے سر چھو پ رہی ہے۔ اس کے لیے قرآن مجید کا فیصلہ یہ ہے جو کہ سورۃ طہ آیت نمبر ۲۱ میں مذکور ہے ”کہ اور مراد کو نہیں پہنچا یعنی (ناکام ہوا) جس نے جھوٹ باندھا (افترام کیا)

(۳) **دہشت گردی کیسے ختم ہو؟** -- اخبارات نے اس سلسلہ میں بعض وفاقی اور بعض صوبائی وزراء صاحبان کی کچھ تجویزیں شائع کی ہیں جن میں بعض تو بلامبالغہ ایسی ہیں کہ اگر

اخبار میں کسی ذمہ دار منتخب وزیر کا نام نہ دیا جاتا اور صرف تجویز آجاتی تو لوگ اسے دماغی ہسپتال کے کسی مریض کی بڑکھ کر ٹال دیتے۔ اسلئے ان پر وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ موجودہ وزیر داخلہ کا بیان :- موجودہ وزیر داخلہ جناب چوہدری شجاعت حسین صاحب کا بیان روزنامہ ”خبریں“ اسلام آباد بابت ۱۱ ستمبر ۱۹۹۷ء کے صفحہ اول کے آخر میں چھپا ہے اسکی سرخیوں کی عیسری اور چوتھی سطر میں ہے ”مدرسوں کو کنٹرول کرنے کیلئے وزارت تعلیم کی طرف سے ایک بل پارلیمنٹ میں لایا جا رہا ہے انکی رجسٹریشن کی جائے گی۔ کسی کو کافر کہنا بھی انسداد دہشت گردی ایکٹ میں شامل ہے کسی کو کافر قرار دینے والے کی پکڑ ہوگی اور انہیں سزا دے جاوے گی“۔ اس بل اور مجوزہ ایکٹ پر ہم پارلیمنٹ کے ان معزز مسلمان ممبروں کو جو محاسبہ آخرت پر پورا ایمان رکھتے ہیں خدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عقل و شعور کا واسطہ دیکر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی درخواست کرتے ہیں کہ (۱) کیا آپ کو یہ معلوم نہیں ہے کہ دینی مدارس کی ذمہ داری یہی ہے کہ وہ عامۃ المسلمین کو یہ بتاتے رہیں کہ یہ کام جائز ہے اور یہ ناجائز، اسلام کے مطابق یہ حلال ہے اور یہ حرام۔ اس قول و عمل سے مسلمان اللہ تعالیٰ کا مقبول اور محبوب بندہ بن جاتا ہے اور اس قول و عمل سے وہ فاجر فاسق اور اللہ تعالیٰ کا مبغوف بن جاتا ہے۔ اس قول اور عمل سے کافر مسلمان ہو جاتا اور اس قول و عمل سے مسلمان، کافر اور مرید ہو جاتا ہے۔ یہ ذمہ داری ان کی صرف اخلاقی نہیں بنص قرآنی علماء کا یہ فریضہ ہے۔ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۸۷ میں فرمایا گیا ہے ”اور جب اللہ نے عہد لیا کتاب والوں سے کہ اس کو بیان کیا کرو گے لوگوں سے اور نہ چھپاؤ گے“ اور مشکوٰۃ شریف میں آنحضرتؐ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے ”کہ جس عالم سے کسی دینی حکم سے متعلق پوچھا گیا اور اس نے اس کو چھپا لیا اس کو قیامت کے دن آگ کی لگام دی جائے گی“ (۲) اور یہ بھی آپ کو ضرور معلوم ہو گا کہ اہل سنت والجماعت کے تمام مکاتب فکر کے دینی مدارس میں تفسیر حدیث اور آئمہ اربعہ امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم کی تحقیقات پر مشتمل یعنی فقہ کی جو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں ان میں نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، بیع، شراء، ربا، نکاح و طلاق، مزارعت اور مضاربہ، اجارہ مزدوری اور ملازمت کی طرح ایمانیات اور عقائد کی تمام تفصیلات میں موجود ہیں اور ان کا پڑھنا پڑھانا اور بتلانا اس سے بھی زیادہ ضروری ہے جتنا اعمال سے متعلق احکام کا کیونکہ تمام اعمال کی بنیاد صحت عقیدہ ہے۔ تو اس بل اور ایکٹ کے مطابق کیا ان سب کو کتابوں کو دریا برد کر دیا جائے گا اور اگر یہ کتابیں خلاف قانون اور مستوجب سزا ہیں تو دینی مدارس کی وجہ جواز ہی کیا رہ جاتی ہے۔ زبان جلائی کئے قطع ہاتھ پھنچوں

سے یہ بندوبست ہوئے ہیں۔ میری دعا کیلئے پھر نمبر ۳ آپ حضرات جو معزز ملک کے ذمہ دار ممبر ہیں، ان کو یہ بھی سوچنا چاہیے کہ اگر کسی کو کافر کہنا موجب سزا ہے تو پھر قرآن مجید کی سورۃ مائدہ آیت نمبر ۷۱ میں جو یہ فرمایا گیا ہے ”کہ بے شک کافر ہوئے جنہوں نے کہا اللہ وہی مسیح ہے“ اور اسی سورۃ کی آیت نمبر ۷۲ جس میں ارشاد ہے یہ ”یہ کہ بیشک کافر ہوئے جنہوں نے اللہ عین میں گناہ کیا ہے کیا اس قسم کی آیات کا ترجمہ سنا تا قابل سزا ہوگا، کیونکہ اس میں ایک فرقہ نصاریٰ کو کافر کہا گیا ہے اور سورۃ بیدہ آیت نمبر ۶ میں جس میں فرمایا گیا ہے ”جو لوگ کافر ہیں چاہے اہل کتاب (یہود اور نصاریٰ) اور چاہے مشرک ہیں وہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ لوگ ہیں سب مخلوق سے بدتر“۔ اب یہ کسی کو کافر کہنا تو یہود نصاریٰ، سکھ، ہندو، ذکری فرقہ وغیرہ وغیرہ سب کو شامل ہے تو کیا ان سب میں سے کسی کو کافر کہنا اس ایکٹ کے رو سے مستوجب سزا نہ ہوگا۔ اگر کہو کہ مدعی اسلام فرقہ کو کافر کہنا مراد ہے تو کہے کہ کیا فرقہ مرہدہ قادیانیہ، مرزائیہ مدعی اسلام نہیں اور کیا آپ ہی کے ملک کی منتخب اسمبلی نے اسے بالاتفاق کافر قرار نہیں دیا؟ اور کیا پھر اس کے بعد مسلسل یکے بعد دیگرے کئی منتخب اسمبلیوں نے اس فیصلہ کو برقرار نہیں رکھا منتخب اسمبلیوں کے فیصلوں کو تو کفار ہی تسلیم کر رہے ہیں۔

قرآن کریم کا بھی واضح الفاظ میں یہ فیصلہ ہے کہ ہر مدعی اسلام مسلمان نہیں ہوتا۔ سورۃ بقرہ آیت نمبر ۸ میں ہے ”اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور وہ ہرگز مومن (مسلمان) نہیں ہیں“۔ تفسیر روح المعانی سے معارف القرآن میں نقل کیا گیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ اگر کوئی فرقہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور نماز کی پابندی کرے اور زکوٰۃ ادا کرے، رمضان شریف کے روزے رکھے، بیت اللہ شریف کا حج کرے مگر پھر بھی ایسے کام جو حضور اکرمؐ سے ثابت ہو، اس کے ماننے سے دل میں تنگی محسوس کرے تو وہ فرقہ مشرکین میں سے ہے۔ ہر حال اس قسم کے بل اور ایکٹ کا ارادہ کرنا بھی مضحکہ خیز ہے اس سے دہشت گردی تو کیا ختم ہوگی مسائل در مسائل پیدا ہوں گے۔ یہ مذہب میں مداخلت ہے جس کی انگریز جابر اور کافر حکومت کو بھی جرات نہیں ہوئی۔ ”تمہیں شوق ہے تو اللہ کی دین کا مقابلہ کر کے دکھو لو“ سورۃ شعراء کے آخری آیت میں ہے بہت جلد ہے کہ معلوم کر لیں گے ظالم کہ کس کروٹ اٹھتے ہیں۔

کافر کافر کے نعروں اور کافر کہنے یا کافر بتلانے میں بڑا فرق ہے۔ کیا ہمارے دانشور ایسا ہی نہیں جانتے کہ کسی فرقہ کا نام لیکر کافر کافر کے نعروں لگانے اور کسی فرقہ کو جو بنیادی عقائد میں

اسلام سے مختلف ہو کر کافر بتلانے میں کھلا، ظاہر اور بن فرق ہے۔ کافر کو کافر کہنا یا اس کا غلط عقائد کی وجہ سے کافر بتلانا مذہبی فریضہ ہے اور بلا ضرورت شدید کافر کافر کے نعرے لگانا جھگڑا کرنے، لڑنے اور فساد کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ جہاں تک اپنے معلومات کا تعلق ہے ملی یکجہتی کی تشکیل کے وقت ان نعروں کے متعلق خود سپاہ صحابہ نے بھی اسے قابل غور سمجھا تھا کیونکہ نعرہ لگانے کی جو ضرورت تھی وہ پوری ہو گئی، جو چور اپنے ایک مسئلہ کی چادر میں چھپے ہوئے تھے بڑی حد تک کراچی سے لے کر ملک کے ہر جانب آخری حدود تک جان کے نذرانے پیش کرتے ہوئے اللہ کے پیاروں نے خوابیدہ امت کو جگادیا تھا۔ آزان دی گئی لاوڈ اسپیکر میں ہوئی کلمہ اور شہر کے ہر نمازی کو نماز کی اطلاع پہنچ گئی اب اس وقت میں دوبارہ سہ بارہ اذان کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ اب موجودہ حالات میں اس حکم شریعت پر عمل کرنے کی بڑی گنجائش نکل سکتی ہے کہ اللہ کو آہستہ پکارو تمہارا رب نہ تو غائب ہے اور نہ دور ہے اور نہ ہی برا۔ لیکن خود اللہ کے نام لینے یا اللہ کریم کے احکام بتلانے پر پابندی لگانا کسی مسلمان کا کام نہیں ہو سکتا۔

ماہنامہ ”الحیر“ ملتان کی نہایت ہی معقول اور قابل عمل تجویز:-

اس تجویز کا خلاصہ یہ چار نکاتی پروگرام ہیں۔

- (۱) ایسی تمام تقریروں اور تحریروں کو خلاف قانون قرار دیا جائے جن میں سرور کائنات احمد مجتبیٰ حضرت محمدؐ کے اہل بیت اہمات المؤمنین اولاد اطہار اور آپ کے جانشین صحابہ کرام علیہم السلام بالخصوص خلفاء راشدین صدیق اکبر، عمر فاروق، عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کی گئی ہو معاذ اللہ خاک و دین بردشمن انہیں کافر یا مرتد وغیرہ کہنے کی پکواس کی گئی ہے یا کی جاوے۔ (۲) ہر قسم کے مذہبی جلسوں پر پابندی عائد کی جاوے۔ (۳) ہر فرقہ کو ان کے مذہبی رسومات و تقاریر چار دیواری کے اندر کرنے کا پابند کیا جاوے۔ لاوڈ اسپیکر کی آواز باہر تک پہنچانے پر سخت پابندی ہو۔ (۴) ایران سے آنے والے لٹریچر پر پابندی لگائے جاوے کہ اس میں اکابر امت اور صحابہ کرام علیہم السلام پر رکیک حملے پائے جاتے ہیں۔

تجویز انتہائی سنجیدہ معقول اور قابل عمل ہے اس پر اگر پوری ایمانداری سے عمل کیا جائے تو مذہبی فرقہ واریت کے غلط سینج یعنی لڑائی اور جھگڑے بھی ختم ہو سکتے ہیں اور حکومت بھی مزید پریشان کن مسائل سے ایک حد تک بچ سکتی ہے، لیکن اس پر صحیح عمل کرنے کیلئے صرف مادی اور عدوی طاقت کافی نہیں ہے ایمانی جرات کی بھی انتہائی ضرورت ہے۔

گر عصائے لالہ داری بدست ہر طلسم خوف را خور ہی شکست

تحریک عمل برائے نفاذ شریعت اسلامیہ پاکستان کے خدام اس تجویز کی دل کی گہرائیوں سے تائید و تحسین کرتے ہیں اس کی قبولیت عند اللہ اور مقبولیت عند الناس کی دعا کے ساتھ ساتھ ادارہ الطیر سے پرزور استدعا کرتے ہیں کہ وہ اپنی اس تجویز کو بمعہ ضروری تمہید اور تدلیل کے قوی اسمبلی کے سہ ایک ایک ممبر تک پہنچا دینے کی ضرور کوشش فرما کر اپنا مذہبی اور شرعی فریضہ ادا فرمائیں۔ یاد ہوگا کہ اس مخصوص فرقہ نے صحابہ کرامؓ پر نابھواقدح پر مشتمل ایک کتابچہ اسمبلی کے ہر ہر ممبر کو پہنچا دیا تھا جس کے جواب میں علامہ خالد محمود صاحب نے ”معیار صحابیت“ تصنیف فرمادی واللہ اعظم کہ ہر ہر ممبر تک پہنچانے کا انتظام بھی کسی ادارہ نے کر لیا تھا یا نہیں؟۔ تحریک عمل کے پاس ہر قسم کے وسائل ہوتے تو اپنی اس ٹوٹی پھوٹی تحریر کو ضرور ہر ہر ممبر تک پہنچا دینے کا ضرور انتظام کرتی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اخیر کا جاندار چیلنج:- الطیر کے اس تحدی اور چیلنج میں بھی کافی وزن ہے کہ دھونس اور دھاندلی کی بجائے وزراء صاحبان عدالت کا دروازہ کیوں نہیں کھٹکھٹاتے کہ ٹکے کے مولوی بلاوجہ ہمیں کیوں کافر کہتے ہیں ان کو روکا جائے۔ اخیر بابت ستمبر ۱۹۹۷ء واقعی عجیب بات ہے کہ ذہ ہزار اور منتخب وزراء صاحبان اخبارات پھانسی دینے اور سرکل دینے کی دھمکیاں تو دیتے رہے ہیں ملک کی بڑی عدالت سپریم کورٹ کی شرعی بیخ جسکے اراکین خود آج کی طاقتور حکومت کے منظور کردہ ہیں انکی طرف کیوں رجوع نہیں کرتے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو کر مسئلہ ہی ختم ہو جائے ملک کے کونے کونے میں خدام اہلسنت عظیم اہلسنت سپاہ صحابہؓ، سواد اعظم کراچی، اہلسنت پنڈی کے قائدین کو آزما کر دیکھ لیں تاکہ نہ صرف ملک کے کروڑوں مسلمانوں بلکہ پورے اسلام کے عوام کو معلوم ہو جاوے کہ دلائل کے میدان میں کون جیتا اور کون ہارا۔ رہا وزارت کاؤنڈا تو اس پر اتنی یاد دہانی کافی ہے کہ

وزارتوں کا مقدر بدلتا رہتا ہے

سے وزارتوں کے مقدر پہ نہ پنے والوں

